مولانا محمد تقی امینی
ناظم دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

محبت اور قربانی

یہ خطاب عید الاضحیٰ کے موقع پر یونیورسٹی میں پڑھا گیا

انی وجهت وجهی للذی فطر السموٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین لا شریک لہ وبذلک امرت و انا اول المسلمین ○

حضرات! آج ملت ابراہیمی کی عید ہے جس میں اللہ کی محبت کی خاطر ہر چیز کے قربان کرنے کا عہد و بیان ہوتا اور بطور نمونہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یاد تازہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراهیم والذین معہ اذ قالوا لقومهم انا برآؤ منکم ومما تعبدون من دون اللہ[1]

تمہارے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں عمدہ نمونہ ہے جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور تمام ان چیزوں سے برأت ظاہر کرتے ہیں جنکی تم پرستش کرتے ہو۔

غور سے دیکھا جائے تو اسلام کی حقیقت بس یہی دو چیزیں ہیں - (۱) محبت - اور (۲) قربانی

عارفین نے انسانی عظمت وبلندی کا راز صرف اللہ کی محبت میں دیکھا ہے جس کے لیے ہر چیز کی قربانی لازمی ہے۔ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ فرماتے ہیں۔

موجودات بسیار بودند ومصنوعات بے شمار لیکن

موجودات ومصنوعات بے شمار تھے لیکن کسی مخلوق کے سامنے

[1] الممتحنۃ ع۱

بیچ موجودے ایں کار نبود کہ بآب و گل۔ چوں رب العزت خواست کہ نقطۂ خاک را لباس وجود پوشانند و بر سر بر خلافت بنشانند ملائکہ ملکوت گفتند "اتجعل فیھا من یفسد فیھا" لطف قدیم جواب داد "لیس فی الحب مشورۃ" عشق و تدبیر بہم جمع نشوند، تسبیح و تہلیل شما را چہ خطر اگر قبول ما نبود و ایشاں را گناہ چہ ضرر چوں ساقی لطف قدح اقدح عفو در دست ایشاں نہد .... شما آں بینید کہ سرکار ایشاں با ما است و ر معاملت آں نمی بینید کہ سروکار ما با ایشاں در محبت چنانچہ قائلے گفتہ است ؎

واذا الحبیب اتی بذنب واحد
جاءت محاسنہ بالف شفیع[1]

وہ معاملہ نہ تھا جو اس مٹی پانی کے مجموعہ انسان کے ساتھ ہوا، جب اللہ کو منظور ہوا کہ اس خاکی پتلے کو وجود کا لباس پہنائے اور خلافت کے تخت پر بٹھائے تو ملائکہ نے عرض کیا "آپ زمین میں ایک ایسی مخلوق کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو اس میں فساد برپا کرے گی"۔

"لطف قدیم" نے جواب دیا کہ محبت میں مشورہ نہیں ہوتا اور عشق و تدبیر جمع نہیں ہوتے اگر ہمیں قبول نہ ہو تو تمہاری تسبیح و تہلیل کی کیا قیمت ہے؟ اور اگر ہمارے لطف و عنایت کا ساقی عفو و معافی کا پیمانہ انسانوں کے ہاتھ پر رکھ دے تو ان کو گناہوں سے کیا نقصان ہوگا؟ تم یہ تو دیکھتے ہو کہ معاملات میں وہ ہم سے تعلق رکھتے ہیں لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ محبت میں ہم ان سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

جب محبوب سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اس کے
محاسن ہزار سفارشی کھڑے کر دیتے ہیں۔

محبت میں بڑے نشیب و فراز، اتار چڑھاؤ اور لیل و نہار ہیں، رسول اللہ سے سوال کیا گیا۔

ای الناس اشد بلاءً — کن کو زیادہ آزمائش و مصیبت پیش آتی ہے

آپ نے فرمایا۔

الانبیاء ثم الامثل فالامثل[2] — اللہ کے نبیوں کو پھر ان کو جو فضیلت و زندگی میں ان سے قریب ہوتے ہیں پھر ان کو جو ان سے قریب ہوتے ہیں

کتب عشق کا دیکھا یہ نرالا دستور
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

---

[1] مکتوب سی و ہشتم [2] ترمذی و مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض و ثواب المرض

یہ محبت ہی تھی جس نے ابراہیم علیہ السّلام کو حکم دیا کہ بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دو اور اسمٰعیل علیہ السّلام کو حکم دیا کہ باپ سے یہ کہو

یٰاَبت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین[1]	اے باپ جس بات کا حکم ہے اس کو کر گزریئے آپ مجھ کو انشاء اللہ صابر پائیں گے

یہ محبت ہی تھی جس نے یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوبؑ سے جدا کیا اور چاہ کنعان میں جھانک دیکھنے کی بھی توفیق نہ دی لیکن پھر جب اسی محبت کی بجلی کوندی تو مصر سے ان کے پیرہن کی بو سونگھ لی۔

ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی　　چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوال ما برق جہان است　　دمے پیدا و دیگر دم نہان است

یہ محبت ہی تھی جس نے حضرت ایوبؑ (جن سے بڑھ کر مشرق میں کوئی مالدار نہ تھا) کے گھر کے سارے اثاثے اور بیٹے بیٹیوں میں کسی کو نہ چھوڑا صرف جسم کی تندرستی باقی رہ گئی تھی، اس میں بھی تلوے سے لیکر سر کی چاندی تک پھوڑے نکل آئے لیکن کیا مجال کہ ان کی زبان ایک لمحہ کے لیے شکوہ و شکایت سے آلودہ ہوئی ہو، صبر و شکر کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں صرف یہ درخواست کی۔

رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین[2]	اے میرے پروردگار میں دکھ میں پڑ گیا ہوں تجھ سے بڑھ کر رحم کرنے والا کوئی نہیں

اور یہ محبت ہی تھی جس نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے یہ کلمات کہلائے۔

والذی نفسی بیدہ لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل[3]	اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں جان ہے میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں

محبت میں ہر چیز کی قربانی کا مطالبہ ہوتا ہے۔

ترک جان و ترک مال و ترک سر　　در طریق عشق اول منزل است

قرآن حکیم میں ہے:

۱؎ الصّٰفّٰت ع ۳　۲؎ الانبیاء ع ۶　۳؎ بخاری و مسلم، مشکوٰۃ کتاب الجہاد

قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجارۃ تخشون کسادها ومسٰکن ترضونها احب الیکم من اللہ ورسولہ وجهاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہٖ[1]

اے پیغمبر آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ بیٹے بھائی بیویاں تمہاری برادری و کنبہ قبیلہ تمہارا مال جو تم نے جمع کیا تمہاری تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے ڈرتے ہو تمہارے رہنے کے پسندیدہ مکانات یہ ساری چیزیں تمہیں اللہ سے اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ جو کچھ اللہ کو کرنا ہے وہ تمہارے سامنے آجائے۔

غور سے دیکھیے! زندگی میں الفت و محبت کے بڑے رشتے یہی ہیں اور اپنی جگہ سب مطلوب و ضروری ہیں لیکن اگر ایمان والی محبت اور ان میں مقابلہ ہو جائے تو پھر مومن وہ ہے جس پر ان میں سے کسی کا جادو نہ چل سکے اور کوئی محبت بھی اتباع و پیروی میں رکاوٹ نہ ڈال سکے۔

محبت میں قربانی کا حال مدینہ کے انصاریوں سے پوچھیے۔ تاریخ اسلام میں جنگ حنین پہلی جنگ ہے جس میں بکثرت مال غنیمت ہاتھ آیا اور انصاریوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ دیا۔ یہ حالت دیکھ کر بعض نوجوانوں کو کچھ خیال ہوا تو رسول اللہ نے انصاریوں کو جمع کرکے فرمایا

الا ترضون ان یذهب الناس بالشاۃ والبعیر وتذهبون بالنبی الی رحالکم

کیا تمہاری خوشی کے لیے یہ بات کافی نہیں کہ لوگ یہاں سے مال غنیمت کے حصے لیکر جائیں اور تم اللہ کے نبیؐ کو اپنے ساتھ لیکر جاؤ۔

یہ سن کر انصار بے اختیار پکار اٹھے:۔

رضینا یا رسول اللہ رضینا یا رسول اللہ[2]

اے اللہ کے رسول ہم راضی ہیں اے اللہ کے رسول ہم راضی ہیں۔

قربانی کا حال بدر و احد کے شہداء سے پوچھیے جو اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے باوجود "فزت ورب الکعبۃ" (رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوا) کہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔

سعدؓ بن ربیع سے پوچھیے جو احد کے زخمیوں میں پڑے سانس توڑ رہے تھے پوچھا گیا کوئی وصیت کرنی ہو تو کردو ——— جواب دیا کہ اللہ کے رسولؐ کو میرا اسلام پہونچا دینا اور قوم سے کہہ دینا کہ ان کی

---

[1] التوبہ ۲۴ [2] بخاری ومسلم

راہ میں جانیں قربان کرتی رہے۔

عمارہؓ بن زیاد سے پوچھیے جو زخموں سے چور جاں کنی کی حالت میں پڑے تھے۔ اللہ کے رسول ان کے سرہانے پہنچ گئے۔ فرمایا عمارہ کوئی آرزو ہو تو کہو۔ عمارہ نے اپنا زخمی جسم گھسیٹ کر زیادہ قریب کر لیا اور اپنا سر آپ کے قدموں پہ رکھ کر بزبان حال یہ کہا

منم و ہمیں تمنا کہ بوقت جاں سپردن   بہ رخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی

زیاد بن سکن سے پوچھیے کہ جیسے ہی اللہ کے رسول نے ان کا سر ہاتھ میں لیا جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔

بچہ ناز رفتہ باشد ز جہاں نیاز مندے   کہ بوقتِ جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

اور اس خنساءؓ نامی عورت سے پوچھیے جس نے جنگ یرموک میں نظروں کے سامنے اپنے تمام لڑکے ایک ایک کر کے کٹوا دیے اور جب آخری لڑکا بھی شہید ہو چکا تو پکار اٹھی۔

الحمد للہ الذی اکرمنی بشہادتھم   اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ان کی شہادت سے عزت بخشی

آج ہماری عید ہم سے محبت و قربانی کا مطالبہ کرتی ہے اور ہم عید کے مالک سے بصد آہ و زاری یہ التجا کرتے ہیں۔

خدارا باب رحمت کھول دے ہاں کھول دے ساقی
کھڑا کھٹکا رہا ہوں میں در میخانہ برسوں سے
صراحی در بغل ساغر بکف مستانہ وار آ جا
لگائے آسرا بیٹھا ہے اک مستانہ برسوں سے
بس اب آ جا بس اب آ جا کرم فرما کرم فرما
صدائیں دے رہا ہے کوئی بیتابانہ برسوں سے

خواجہ مجذوب